جہالت، بیماری اور تنگدستی

سرکار رئیس العلماء مولانا سید کاظم نقوی صاحب مدظلہ

انسان کا فریضہ ہے کہ زمین پر رہ کر کام کرے، کوشش کرے، محنت ومشقت کرے، اس کو آباد کرے، خدائی اسرار ورموز کے چہرے سے نقاب ہٹائے، اس کی ہمہ گیر اصلاح کرنے کے سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے۔

لیکن یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس اہم فریضہ کو پورا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس میں کوئی شک وشبہہ نہیں ہے کہ علم کے بغیر انسان یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے؟ مفید کیا ہے اور نقصان رساں کیا ہے؟ یوں ہی تندرستی کے بغیر اس کا دماغ صحیح کام نہیں کرسکتا، وہ مسائل کو ٹھیک طرح نہیں سلجھا سکتا، اسی طرح جب تک ہاتھ میں پیسہ نہ ہو اس کی زندگی کے بسر ہونے کی کوئی سبیل نہیں نکل سکتی، ترقی اور اصلاح کا کوئی منصوبہ عملی جامہ نہیں پہن سکتا، حقیقت یہ ہے کہ علم، دولت اور تندرستی تین ایسے اہم عناصر ہیں جن پر انسان کی زندگی کا دارومدار ہے۔ ان کے بغیر انسانی زندگی کی گاڑی آگے نہیں بڑھ سکتی ۔ بظاہر جہالت ، بیماری اور تنگدستی سے زیادہ خطرناک انسانیت کا کوئی دوسرا دشمن نہیں ہے۔ یہ چیزیں انسان کے سکون کو اس سے چھین لیتی ہیں ۔ اسے چاہیے کہ اپنی تمام طاقتوں کو سمیٹ کر نہایت سچائی، باہمی خلوص، مضبوط ارادے، مکمل احتیاط، آپس کے تعاون اور مشورے کے ساتھ ان تینوں دشمنوں کا مقابلہ کرے۔

اسلام نے ان کی مکمل بیخ کنی کے لئے انتہائی موثر اور طاقتور ذرائع اختیار کرنے کی پوری کوشش کی ۔ اگر انسان اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا تو بہت جلد معمولی سی کوشش کر کے، چھوٹا سا راستہ طے کر کے منزل مقصود تک پہنچ جاتا، وہ نہ جاہل رہتا نہ بیماری اس کے پاس پھٹکتی اور نہ غریبی وتنگ دستی۔ دنیا کی حکومتوں کے بڑے بڑے سربراہ اپنی دھواں دھار تقریروں میں جہالت ، بیماری اور تنگدستی کی باتیں تو برابر کرتے ہیں، لیکن کسی طرح انسانیت کو ان تینوں سے چھٹکارا نہیں ملتا ہے۔

جہالت اور نادانی

اسلام جہالت اور نادانی کا جانی دشمن ہے۔ وہ جہاں بھی ہو، جس شکل وصورت میں بھی ہو، اسلام نے اس کے نیست ونابود کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ شرک کی جہالت کا مقابلہ توحید کے ذریعہ ، اندھی تقلید کا مقابلہ دلیل و برھان کے ذریعہ ، بیہودہ عادتوں اور موہومہ خرافات کا مقابلہ صحیح اور عاقلانہ آداب ورواسم کو ان کا قائم مقام بنا کر کرتا ہے ۔ یقینا اسلام نے سب سے پہلے جہالت سے زبردست جنگ شروع کی، اس نے لکھنے پڑھنے کی تعلیم کو اہم قرار دیا قلم کے مرتبہ کو بلند کیا۔ سب سے پہلی آسمانی آواز جو وحی اول کی صورت میں پیغمبر اسلامؐ کے گوش زد ہوئی، وہ یہ ہے:

اقرأ باسم ربک الذی خلق ، خلق الانسان من علق، اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔

ترجمہ: پڑھو اپنے پروردگار کے نام کے سہارے جس

نے پیدا کیا، اس نے انسان کو پیدا کیا جمے ہوئے خون سے، پڑھو اور تمہارا پالنے والا بہت بزرگ ہے، جس نے قلم کے ذریعہ (لکھنا) سکھایا اور انسان کو وہ سب بتایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو پڑھنے کا حکم دیا ہے پڑھنا علم کی سیڑھی ہے۔ اس کے بعد ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ خدا کے نام کا سہارا لیں۔ اس طرح قرآن مجید نے پڑھنے کی قدر و منزلت کو نمایاں کیا ہے پھر اس نے پہلے عمومی خلقت اور اس کے بعد انسان کے پیدا کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی کے پیچھے پیچھے قلم کے ذریعہ لکھنا سکھانے کا تذکرہ کیا گیا ہے، یعنی درحقیقت انسان کا وجود اور علم و قلم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہیں۔ اس میں شاید اس بات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ اسلام اور خدا کی نظر میں جاہل شخص کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

اسلام جس طرح بغیر کسی قید کے پڑھنے کا حکم دیتا ہے اسی طرح بغیر کسی قید کے وہ علم کا بھی طالب ہے۔ وہ اس سلسلہ میں کسی محدودیت کا قائل نہیں ہے۔ ارشاد قرآنی ہے:

قل هل يستوى الذين يعلمون و الذين لا يعلمون۔

آیا جاننے والے اور نہ جاننے والے ایک دوسرے کے برابر ہو سکتے ہیں۔ **يرفع اللّٰه الذين أمنوا امنكم و الذين او تو العلم درجات۔**

خدا تم لوگوں میں سے ان لوگوں کے مرتبے کو بلند کرتا ہے جو ایمان لائے ہیں اور جنہیں علم دیا گیا ہے۔

قرآن مجید کے نقطۂ نظر سے اس آیۂ مبارکہ کے معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے علم سے مراد ہر ایسی چیز کا جاننا ہے جو ان فرائض کے انجام دینے میں انسان کی مدد کرے جو اس کے ذمہ عائد کئے گئے ہیں۔ یہ فرائض دنیا سے بھی متعلق ہو سکتے ہیں اور آخرت سے بھی۔ اس اعتبار سے اسلام ہر اس علم کا طالب ہے جو انسان کو فائدہ پہنچائے، انسانیت کے آگے بڑھانے کا موجب ہو اور اس کو خوش حال بنائے، اس کی حقیقی مصلحتوں کے مطابق ہو جن کا تعین اسی ذات کی طرف سے ہو سکتا ہے جو انسانیت کے تقاضوں سے مکمل طور پر واقف ہو۔

اسلام میں اولاد کے جو حقوق ان کے باپ کے ذمہ قرار دیئے گئے ہیں، ان میں سے ایک واجب الادا حق یہ بھی ہے کہ ان کی تعلیم کا انتظام کرے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ باپ پر اس کی اولاد کے تین حق ہیں: پہلا حق یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی اچھا سا نام انتخاب کرے، دوسرا حق یہ ہے کہ اس کو لکھنا پڑھنا سکھائے، تیسرا حق یہ ہے کہ جب لڑکا یا لڑکی از دواج کے قابل ہو جائے تو اس کی شادی کرے۔ (مکارم الاخلاق ص ۱۱۶)

تحصیل علم کے سلسلہ میں اسلام نے عورت اور مرد کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی ہے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ **طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمه** (معالم الدین)

صدر اسلام کے مسلمانوں نے سمجھ لیا تھا کہ اسلام کے نزدیک علم کی کیا قدر و منزلت ہے، وہ اس راز کو جان گئے تھے کہ کوئی قوم علم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی، اس لئے انہوں نے جہالت کے دور کرنے کی ہر طرح کوشش کی۔ انہوں نے جنگی قیدیوں کو اس شرط سے آزاد کیا کہ وہ کچھ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔ انہوں نے عورتوں کا مہر قرآن مجید کی تعلیم کو قرار دیا۔ جس راستے پر صدر اسلام کے مسلمان چلے تھے اگر اسی راستے پر اس دور کے مسلمان بھی چلیں تو ہر طرح کی ترقیاں ان کے قدم چومیں گی۔

صحت و تندرستی

انسان کا سب سے بڑا سرمایہ صحت اور

تندرستی ہے۔ اسلام ہر طرح کی بیماری سے جنگ کرتا ہے اسی لئے اس نے پیش بندی اور احتیاط کرنے کی ہدایت دی اس کے باوجود اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اس نے حکم دیا کہ وہ اپنا علاج کرے۔ اس نے انسان کو ہرگز یہ اجازت نہیں دی ہے کہ وہ ازغیب شفا پانے کا انتظار کرتا رہے۔ اسلام نے مریض کی صحت و سلامتی کو مقدم کرتے ہوئے اجازت دیدی ہے کہ وہ اگر ضروری ہو تو ہر طرح کے شرعی واجبات کو ترک کرسکتا ہے۔ اس کی طرف سے بیماری، سفر اور بڑھاپے کے زمانے میں انسان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے، بلکہ اگر نقصان کرنے کا ڈر ہو تو بھی روزہ یہی نہیں کہ واجب نہیں بلکہ شرعی طور پر حرام ہو جاتا ہے۔

یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ صحت اور تندرستی انسان کا بہت قیمتی سرمایہ ہے، وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جس کے پاس تندرستی کی نعمت ہے، بغیر اس کے آدمی کچھ نہیں کرسکتا تحصیل علم تندرستی چاہتی ہے، محنت و مزدوری صحت چاہتی ہے، راہ حق میں جہاد تندرستی کا طالب ہے۔ اسلام اس سلسلے میں اتنا آگے بڑھا کہ اس نے انسان کی جسمانی صحت کو دین کی صحت و سلامتی کا پیش خیمہ قرار دیدیا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ انسان جس ذریعہ سے بھی بیماری کو دور کرسکتا ہو اسے بہر حال دور کرے۔

پریشان حالی اور تنگدستی

اسلام ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ اس کے ماننے والے تنگدست اور پریشان حال ہوں۔ اسلام نے سب سے پہلے لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ کام کریں، بیکار نہ رہیں۔ اپنے قوت بازو سے روزی حاصل کریں۔ اس نے اعلان کیا کہ الکاسب حبیب اللہؐ اپنی روزی کمانے والا خدا کا محبوب ہے۔ اس نے انہیں شوق دلایا کہ وہ کھیتی باڑی اور تجارت کریں۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے: **ھو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبھا و کلوا من رزقه**۔ خدا وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے رام کردیا، تم اس کے کاندھوں پر سوار ہو کر راستہ پر چلو اور اس کی روزی سے اپنا پیٹ بھرو۔ ''**فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ**'' پس جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں ادھر ادھر پھیل جاؤ اور خدا کی عنایت سے اپنی روزی تلاش کرو۔

اسلام نے دولتمندوں کا فریضہ قرار دیا ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں، شاید ہی قرآن میں کوئی ایسا ورق آپ کو دستیاب ہو جس میں فقراء کے ساتھ ہمدردی کے سلسلے میں دولتمندوں کے جذبات کو ابھارا نہ گیا ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اسلام نے طرح طرح کے ذرائع سے فائدہ اٹھایا ہے، لوگوں کو غریبوں کی امداد کا شوق بھی دلایا ہے، کبھی انہیں دھمکیاں بھی دی ہیں، دنیا اور آخرت کے عذابوں سے ڈرایا بھی ہے۔

اسلام نے دولتمند اشخاص کے اموال میں ضرورتمندوں کے حقوق قرار دئے ہیں، جن میں حالات، مقامات اور زمانے کے لحاظ سے فرق ہوسکتا ہے۔ اس طرح کے حقوق خمس و زکوٰۃ کے علاوہ بھی ہوسکتے ہیں۔ اس طرح اسلام نے انسانیت کے ان تینوں دشمنوں کا مقابلہ کیا ہے۔ اگر لوگ اس کے ہدایت کے مطابق عمل کریں تو اسلامی معاشرے میں جہالت، بیماری اور تنگدستی کا کوئی نام و نشان نہیں نظر آئے گا '' یہ میرا راستہ ہے جو بالکل سیدھا ہے، اسکی پیروی کرو، دوسرے راستوں پر نہ چلو جو تمہیں خدا کے مخصوص راستے سے بھٹکا دیں، یہ وہ چیزیں ہیں جس کی اللہ نے تمہیں وصیت کی ہے تا کہ تم فرض شناسی سے کام لو۔'' (قرآن مجید)